اذان سے پہلے درود نبی پاک ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے دور میں نہیں تھا تو اب کیوں پڑھتے ہیں؟

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: FAM-689

تاریخ اجراء: 10 رمضان المبارک 1446ھ / 11 مارچ 2025ء

دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ اذان سے پہلے درود شریف پڑھنا کیسا ہے؟ قرآن و حدیث سے دلائل کے ساتھ جواب عطا فرمائیں۔ نیز دور رسالت و دور صحابہ میں تو اذان سے پہلے درود شریف نہیں پڑھا جاتا تھا، مگر اب پڑھا جا رہا ہے، تو کیا یہ بدعت نہیں ہو گا؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

اذان و اقامت سے پہلے درود شریف پڑھنا بالکل جائز بلکہ مستحب یعنی ایک اچھا عمل ہے۔ قرآن کریم میں اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھنے کے حکم میں کوئی قید بیان نہیں فرمائی کہ فلاں وقت پڑھو اور فلاں وقت نہ پڑھو، بلکہ مطلق بغیر کسی قید کے درود شریف پڑھنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے، لہذا اذان سے پہلے، اذان کے بعد، اقامت سے پہلے، اقامت کے بعد جب چاہیں درود شریف پڑھ سکتے ہیں، شرعاً اس کی کوئی ممانعت نہیں۔ رہا یہ اشکال کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حیاتِ ظاہری اور خلفائے راشدین علیہم الرضوان کے دور مبارک میں تو اذان سے پہلے دُرود شریف نہیں پڑھا جاتا تھا، اور اب یہ پڑھا جا رہا ہے، تو اذان سے پہلے درود پاک پڑھنے کا یہ عمل تو بدعت اور گناہ ہو گا؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اولاً: اگر یہ قاعدہ تسلیم کر لیا جائے کہ جو کام بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری اور خلفائے راشدین کے دور مبارک میں نہیں ہوتا تھا، اب اسے قائم کرنا بُری بدعت اور گناہ ہے تو پھر فی زمانہ دنیا کا سارا انظام دَرہم برہم ہو کر رہ جائیگا۔ بے شمار ایسی چیزیں ہیں کہ جو اُس مُبارَک دور میں نہیں ہوتی تھیں، مگر اب ان کو سب نے اپنایا ہوا ہے، جیسے قرآن پاک پر نقطے اور اِعراب پہلے نہیں تھے، قرآن پاک کی چھپائی، مسجد کے

درمیان میں طاق نُما محراب، چھ کلمے، علم صَرف و نَحو، درسِ نظامی، ہوائی جہاز کے ذریعے سفر حج اور اس کے علاوہ سینکڑوں کام اس مبارک دَور میں نہیں تھے، اور اب ہیں لیکن اُنہیں کوئی گناہ وبرا نہیں کہتا تو پھر اذان واقامت سے پہلے درود شریف پڑھنا ہی کیوں بُری بدعت اور گناہ ہو گا؟

ثانیاً: کسی چیز کا دورِ رسالت و دورِ صحابہ میں نہ ہونا اس کے ناجائز ہونے کیلئے دلیل نہیں ہوتا، بلکہ ممانعت کا اصل مدار قرآن وحدیث میں اس کی حرمت کے ثابت ہونے پر ہے، لہٰذا جس کام کو اللہ ورسول عزوجل وصلی اللہ علیہ و سلم نے منع فرمایا ہے تو وہ کام ناجائز ہے اور جس کام سے منع نہیں فرمایا ہے، تو وہ کام شرعاً جائز ہے اگرچہ وہ دورِ رسالت و دورِ صحابہ میں موجود نہ ہو۔

ثالثاً: بدعت کی دو قسمیں ہیں: ایک بدعت حسنہ یعنی وہ نیا کام جو قرآن وسنت کے خلاف نہ ہو اور دوسری بدعت سیئہ یعنی وہ نیا کام جو قرآن وسنت کے خلاف ہو۔ احادیث مبارکہ میں جو بدعت کی مذمت بیان کی گئی ہے وہاں بدعت سے مُراد یہی بُری بدعت ہے، ورنہ اچھی بدعت تو باعث ثواب ہے۔ لہذا کسی عمل کا مطلقاً بدعت ہونا بھی اس کے ناجائز ہونے کی دلیل نہیں ہو گا، بلکہ بدعت وہ ممنوع ہے کہ جو شریعت اسلامیہ کے کسی اصول سے ٹکرانے والی ہو یا سنت کو ختم کرنے والی ہو۔ اذان سے پہلے درود شریف پڑھنا اسلام کے کسی اصول سے ٹکرانے والا، یا کسی سنت کو ختم کرنے والا عمل نہیں ہے بلکہ یہ ایک اچھا طریقہ ہے اور اسلام میں اچھا طریقہ کہ جو شریعت وسنت کے خلاف نہ ہو، اُسے ایجاد کرنے کی تو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ترغیب ارشاد فرمائی ہے اور ایجاد کرنے والے کو اس پر عمل کرنے والوں کی مثل ثواب کی بشارت دی گئی ہے، چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے مسلمانوں میں کوئی نیک طریقہ جاری کیا اور اسکے بعد اس طریقے پر عمل کیا گیا، تو اس طریقے پر عمل کرنے والوں کا اجر بھی اس جاری کرنے والے کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا اور عمل کرنے والوں کے اَجر میں کوئی کمی نہیں ہو گی۔

درود پاک پڑھنے سے متعلق قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىٕكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴾ ترجمہ کنزُالعِرفان: بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ (القرآن، پارہ 22، سورۃ الاحزاب: 56)

اس آیت کے تحت تفسیر صراط الجنان میں ہے: "اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے درود و سلام پڑھنے کے لئے کسی وقت اور خاص حالت مثلاً کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر پڑھنے کی قید نہیں لگائی چنانچہ کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر، جہاں چاہے، جس طرح

چاہے، نماز سے قبل یا بعد، یونہی اذان سے پہلے یا بعد جب چاہے درودِ پاک پڑھنا جائز ہے۔" (تفسیر صراط الجنان، جلد 8، صفحہ 85، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اذان کے بعد درود پڑھنے کی تو حدیث مبارکہ میں ترغیب موجود ہے، چنانچہ صحیح مسلم شریف کی حدیث مبارکہ ہے:"عن عبد الله بن عمرو بن العاص، أنه سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول: «إذا سمعتم المؤذن، فقولوا مثل ما يقول ثم صلوا علي، فإنه من صلى علي صلاة صلى الله عليه بها عشرا، ثم سلوا الله لي الوسيلة، فإنها منزلة في الجنة، لا تنبغي إلا لعبد من عباد الله، وأرجو أن أكون أنا هو، فمن سأل لي الوسيلة حلت له الشفاعة" ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جب تم مؤذن کو سنو تو ویسا ہی کہو جیسا وہ کہتا ہے، پھر مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے، اللہ عزوجل اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ پھر اللہ سے میرے لیے وسیلہ مانگو، کیونکہ وہ جنت میں ایک ایسا مقام ہے جو صرف اللہ کے ایک بندے کے لیے مخصوص ہوگا، اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہوں گا۔ پس جس نے میرے لیے وسیلہ مانگا، اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو گئی۔ (صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 288، رقم الحدیث: 11-(384)، دار إحياء التراث العربي، بيروت)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں ارشاد فرماتے ہیں: "اس سے معلوم ہوا کہ اذان کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ہے، بعض مؤذن اذان سے پہلے ہی درود شریف پڑھ لیتے ہیں اس میں بھی حرج نہیں، ان کا ماخذ یہ ہی حدیث ہے۔ شامی نے فرمایا کہ اقامت کے وقت درود شریف پڑھنا سنت ہے۔ خیال رہے کہ اذان سے پہلے یا بعد بلند آواز سے درود پڑھنا بھی جائز بلکہ ثواب ہے، بلاوجہ اسے منع نہیں کہہ سکتے۔" (مراۃ المناجیح، جلد 1، صفحہ 402، نعیمی کتب خانہ، گجرات)

جس کام کی شریعت میں ممانعت نہ آئی ہو وہ مباح و جائز ہوتا ہے، چنانچہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْــٴَـلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْۚ وَ اِنْ تَسْــٴَـلُوْا عَنْهَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَاؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ﴾ ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں اور اگر تم انہیں اس وقت پوچھو گے جبکہ قرآن نازل کیا جا رہا ہے تو تم پر وہ چیزیں ظاہر کردی جائیں گی اور اللہ ان کو معاف کر چکا ہے اور اللہ بخشنے والا، حلم والا ہے۔ (القرآن، پارہ 7، سورۃ المائدۃ: 101)

تفسیر صراط الجنان میں ہے: "**حلت و حرمت کا اہم اصول:** اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جس امر کی شریعت میں ممانعت نہ آئی ہو وہ مباح و جائز ہے۔ حضرت سلمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی حدیث میں ہے، رسول کریم

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ ”حلال وہ ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا اور حرام وہ ہے جس کو اُس نے اپنی کتاب میں حرام فرمایا اور جس سے سکوت کیا تو وہ معاف ہے۔(ترمذی، کتاب اللباس، باب ما جاء فی لبس الفراء، ۳/۲۸۰، الحدیث: ۱۷۳۲)“(تفسیر صراط الجنان، جلد 3، صفحہ 39، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اسلام میں کوئی نیا نیک طریقہ ایجاد کرنے والے کی فضیلت سے متعلق صحیح مسلم کی حدیث مبارکہ ہے: ”قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من سن في الإسلام سنة حسنة، فعمل بها بعده، كتب له مثل أجر من عمل بها، ولا ينقص من أجورهم شيء، ومن سن في الإسلام سنة سيئة، فعمل بها بعده، كتب عليه مثل وزر من عمل بها، ولا ينقص من أوزارهم شيء“ **ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اسلام میں کوئی نیک طریقہ جاری کیا اور اس پر اس کے بعد عمل کیا گیا، تو اس کے لیے اس پر عمل کرنے والوں کے جتنا ثواب لکھا جائے گا، اور اُن (عمل کرنے والوں) کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ اور جس نے اسلام میں کوئی برا طریقہ جاری کیا اور اس پر اس کے بعد عمل کیا گیا، تو اس کیلئے اس پر عمل کرنے والوں کے جتنا گناہ لکھا جائے گا جتنا اس پر ہو گا، اور ان کے گناہ میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔** (صحیح مسلم، جلد4، صفحہ 2059، رقم الحدیث: 15-(1017)، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

ممنوع بدعت سے مراد وہ بدعت ہے جو شریعت اسلامیہ کے خلاف ہو، چنانچہ فتح الباری میں ہے: ”قال الشافعي البدعة بدعتان محمودة ومذمومة فما وافق السنة فهو محمود وما خالفها فهو مذموم۔۔۔ وجاء عن الشافعي أيضا ما أخرجه البيهقي في مناقبه قال المحدثات ضربان ما أحدث يخالف كتابا أو سنة أو أثرا أو إجماعا فهذه بدعة الضلال وما أحدث من الخير لا يخالف شيئا من ذلك فهذه محدثة غير مذمومة“ **ترجمہ: امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: بدعت کی دو قسمیں ہیں: محمودہ (تعریف کے لائق) اور مذمومہ (مذمت کے لائق)۔ جو چیز سنت کے موافق ہو، وہ محمود (قابلِ تعریف) ہے، اور جو اس کے مخالف ہو، وہ مذموم (قابلِ مذمت) ہے۔ اسی طرح امام شافعی سے ایک اور قول جو امام بیہقی نے ان کے مناقب میں نقل کیا ہے، جس میں فرمایا: نئی پیدا کی گئی چیزیں (محدثات) دو قسم کی ہوتی ہیں: جو نئی ایجاد کردہ چیز کتاب (قرآن)، سنت (حدیث)، اثر (صحابہ کا قول یا عمل) یا اجماع کے خلاف ہو، تو وہ گمراہی والی بدعت ہے۔ اور جو اچھی ایجاد کردہ چیز جو ان میں سے کسی چیز کے خلاف نہ ہو، تو وہ نئی پیدا کردہ چیز قابلِ مذمت نہیں۔** (فتح الباری، جلد 13، صفحہ 253، دار المعرفۃ، بیروت)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net